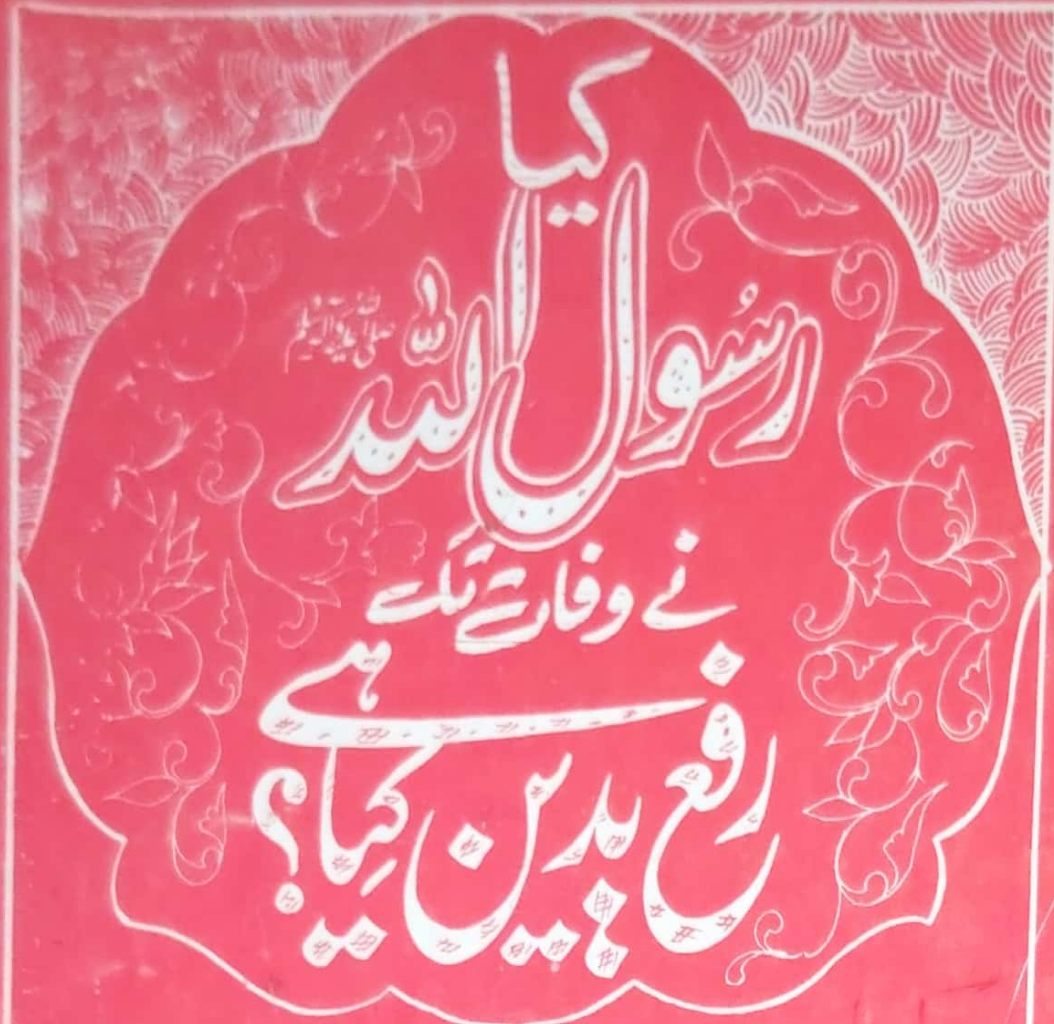




ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی



ناشر: سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ

واحد تقسیم کار — مکتبہ جمالِ کرم — 9 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

نام کتاب.......... کیا رسول اللہ ﷺ نے وفات تک رفع یدین کیا ہے؟

نام مصنف.......... ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی 0300-4722469

کمپوزنگ.......... تنظیم الاسلام گرافکس 121 بی ماڈل گوجرانوالہ

Ph:841160, Fax:731933, Mob:0333-4322012

زیر اہتمام.......... ایم احسان الحق صدیقی

ناشر.......... سنی پبلی کیشنز گوجرانوالہ

اشاعت.......... اگست 2004ء

تعداد.......... گیارہ سو

قیمت.......... 12 روپے

واحد تقسیم کار

مکتبہ جمال کرم...... 9۔ مرکز الاولیس دربار مارکیٹ لاہور فون نمبر 042-7324948

ملنے کے پتے

- ...... مکتبہ تنظیم الاسلام 121۔ بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
- ...... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
- ...... مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ
- ...... مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- ...... فرید بکسٹال اردو بازار لاہور
- ...... مکتبہ رضائے مصطفےٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ

سخنہائے گفتنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل سنت و جماعت کا مذہب حق ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر تمام محدثین کرام، اولیاء کرام، اسی مذہب پر کاربند رہے۔ اسی بات کو وہابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آج سے اسی سال قبل سبھی مسلمان انہی عقائد والے تھے جن کو آج حنفی بریلوی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید ۵۴) وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے ترجمان وہابیہ میں یہی تحریر کیا ہے کہ انگریز کے منحوس قدم برصغیر میں لگنے سے پہلے لوگ اہل سنت حنفی تھے۔ مگر آج کل غیر مقلدین وہابیہ عوام کو یہ تاثر دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور اہل سنت بریلوی مشرک و بدعتی اور ان کے مسائل قرآن وحدیث کے مخالف ہیں حالانکہ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ وہابیہ کی بنیاد ہی انبیاء و اولیاء کی توہین کرنا ہے اور یہ اپنے کفریات کو چھپانے کیلئے اہل سنت کے خلاف غلط پراپیگنڈہ کرتے ہیں۔ عقائد کی بجائے فروعی مسائل پر ہی سارا زور دیتے ہیں اور اسے ایمان و کفر تک لے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا اصولی اختلاف وہابیہ سے فروعی مسائل میں نہیں بلکہ عقائد میں ہے کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کے گستاخ و بے ادب ہیں اور اس بات کا ان کے بڑوں کو بھی اقرار ہے مولوی داؤد غزنوی صاحب کہتے ہیں "جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے (کتاب داؤد غزنوی ص ۱۳۶)

وہابیہ کی یہ عادت ہے کہ عقائد کی بجائے فروعی مسائل پر جن میں رفع یدین سرفہرست ہے یہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے دعویٰ "رسول اللہ ﷺ نے آخری نماز تک رفع یدین کیا" پر کوئی صحیح، صریح، مرفوع، غیر معارض روایت موجود نہیں ہے۔

برادر مکرم مناظر اسلام عمدۃ المدرس فاضل جلیل عالم نبیل مولانا ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی نے وہابیہ کے اس دعویٰ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں جو زیر نظر کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے اس رسالہ کے لکھنے کے کیا اسباب ہے؟..... اختصاراً ملاحظہ ہو! علامہ ساقی

صاحب کی ایمان افروز اور باطل سوز کتاب "محققانہ فیصلہ" جب منظر عام پر آئی تو دنیائے وھابیت تلملا اٹھی، کوئی تو منہ چھپانے لگا اور کوئی مغلظات بکنے لگا۔ بعض دل جلوں نے تو یہاں تک چیلنج دے دیا کہ ہم ساقی صاحب کو عدالت میں بلائیں گے (چشم بد دور) ہمیں انتظار رہے گا کہ وہ اپنے اس چیلنج کو عملی جامہ کب پہناتے ہیں لیکن جب یہ کتاب مولوی محمد امین محمدی کے پاس پہنچی تو وہ تلملا کر تحریری مناظرہ کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چند احباب کو علامہ ساقی صاحب کے پاس بھیج کر ان سے موقف کا مطالبہ کیا۔ ساقی صاحب نے اپنا سوال دہرایا کہ صحیح سند سے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین ثابت کرو، لیکن وھابی صاحب نے جواب نہ دیا...... کچھ دن گذرے تو ایک آدمی کے ہاتھ ایک کاغذ پر مسئلہ رفع الیدین پر تین حدیثیں لکھ بھیجیں۔ لیکن اپنے موقف سے کوسوں دور رہے۔ جس کی تفصیل زیر نظر کتابچہ میں موجود ہے۔ افادۂ عام کیلئے اس جوابی تحریر کو پیش کیا جارہا ہے...... اور آخر میں اسی مسئلہ پر حضرت کا ایک علمی تحقیقی فتویٰ بھی شامل کیا گیا ہے تا کہ عوام الناس مخالفین کے مذہب کی حقیقت کو جان سکیں۔

مناظر اسلام مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہٗ نے متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جو وہابیہ سے آج بھی نقد جواب طلب کر رہی ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ متعدد مناظروں میں وہابیہ کو شکست فاش دے چکے ہیں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور قرآن و حدیث کی ترویج و اشاعت اور مذہب اہل سنت و جماعت کے دفاع کی توفیق مرحمت فرمائے۔

العبد الفقیر

محمد کاشف اقبال خان مدنی

شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ

باسمہٖ تعالیٰ

اثبات رفع الیدین کے دلائل کا تجزیہ

جناب محمد امین بن عبدالرحمٰن صاحب! آپ نے اہل سنت (احناف) اور غیر مقلدین کے مابین اختلافی رفع الیدین کے اثبات پر تین روائتیں ارسال کی ہیں لیکن ان تینوں روایات میں ایک بھی صحیح، صریح اور غیر محتمل مرفوع روایت نہیں ہے جس میں موجود ہو کہ اختلافی رفع الیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک کیا ہے...... پیش کردہ روایات ہمارے مطالبے کے برعکس ہیں...... ہمارا مطالبہ اسی طرح برقرار ہے...... تاہم ان روایات پر قدرے گفتگو پیش خدمت ہے۔

حدیث ابن عمر پر بحث

بخاری شریف جلد اول 102 سے آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کی ہے، یہ روایت بخاری شریف کے 102 پر چار انداز سے موجود ہے۔ مثلاً:

۱...... عبداللہ بن مسلمہ، مالک، ابن شہاب، سالم بن عبداللہ، وہ اپنے باپ (حضرت ابن عمر) سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربناولک الحمد کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے... اس روایت میں حضرت ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے نماز کے شروع میں، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت تین مقامات پر رفع الیدین کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں تیسری رکعت کیلئے اٹھنے پر رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں۔

۲...... دوسری روایت میں محمد بن مقاتل، عبداللہ بن مبارک، یونس، زھری اور سالم سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا...... الخ اس

روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا ذکر ہے جو کہ پہلی میں نہیں تھا۔ اس روایت میں بھی تیسری رکعت کے رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں۔ اور اس روایت میں سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد بھی موجود نہیں۔

۳ تیسری روایت ابو یمان، شعیب، زھری، سالم سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الخ۔ پہلی دونوں روایتوں میں سجود میں رفع الیدین کرنے کی نفی تھی، کہ آپ نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے۔ دونوں میں جو فرق ہے وہ کسی بھی صاحب شعور سے مخفی نہیں، اس روایت میں ربنا لک الحمد کا ذکر ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں دونوں روایتوں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا ذکر فرماتے ہیں لیکن ایک میں ربنا لک الحمد مذکور ہے اور دوسری میں اس کا نام ونشان بھی نہیں۔

۴..... اب آیئے اس چوتھی روایت کی طرف جو ان تین روایات کو چھوڑ کر آپ نے مفید مطلب سمجھ کر اپنے مسلک کے اثبات کیلئے پیش کی ہے ..... وہ روایت درج ذیل راویوں سے مروی ہے..... عیاش بن الولید، عبدالاعلیٰ، عبیداللّٰہ، نافع، ان ابن عمر کان اذا دخل فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ واذا رکع رفع یدیہ واذا قال سمع اللہ لمن حمدہٗ رفع یدیہ واذا قام من الرکعتین رفع یدیہ ورفع ذلک ابن عمر الی النبی ﷺ

یعنی حضرت ابن عمر جب نماز میں داخل ہوئے تو تکبیر کہی اور رفع یدین کیا۔ جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا، جب سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ کہا تو رفع یدین کیا اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو رفع یدین کیا اور انہوں نے اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی۔

غور فرمائیں!..... اس روایت میں تیسری رکعت کا رفع یدین ہے، جو کہ پہلی تینوں روایتوں میں بالکل نہیں..... پہلی دو روایتوں میں ''سجدوں میں'' رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے، تیسری میں سجدہ میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا انکار ہے، جبکہ اس چوتھی

روایت میں سجدوں کا ذکر تک نہیں ہے۔ پہلی روائتوں میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، لیکن اس روایت میں نہیں ہے اور اس روایت میں ربنا ولک الحمد بھی نہیں۔
اب بتائیں یہ چاروں روایتیں بخاری شریف میں درج ہیں۔ ان میں سے پہلی تین روایات کو چھوڑ کر صرف چوتھی روایت کو کیوں پیش کیا گیا ہے؟...... آخر وہ بھی تو امام بخاری کی ہی نقل کردہ ہیں ...... ان چاروں روایات کا مضمون ایک دوسری سے ٹکرا رہا ہے۔ بتایئے چوتھی روایت کو ترجیح دینے کی بنیادی وجہ کیا ہے؟۔

حضرت ابن عمر کی باقی مرویات

مذکورہ بالا چار روایات تو وہ تھیں جو بخاری شریف ۱۰۲/۱ پر مذکور ہیں...... حضرت ابن عمر کی یہی روایت مزید کئی کتب میں مذکور ہے...... رفع الیدین کے متعلق ذرا ان کا مضمون بھی ملاحظہ فرمائیں!......

صرف دو مقام پر رفع الیدین

۱...... بخاری شریف ۱۰۲/۱ پر مذکور حضرت ابن عمر کی حدیث کے ایک راوی حضرت امام مالک بھی ہیں (دیکھئے حدیث نمبر 1)...... انہوں نے یہی روایت اپنی کتاب موطا ۶۱، ۶۰، ۵۹ میں ذکر کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله عن عبدالله بن عمر ان رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حذو منكبيه واذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك ايضاً وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد وكان لايفعل ذلك في السجود

اس روایت میں رکوع جاتے وقت اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں ہے...... صرف نماز کے شروع اور رکوع سے اٹھنے کا رفع یدین مذکور ہے۔ یاد رہے اس روایت کی پوری سند بخاری ۱۰۲/۱ پر موجود ہے۔

۲...... امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے، جس میں صرف دو جگہ پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ (جزء رفع الیدین ص ۶۸ مترجم طبع چہارم)

۳...... امام زیلعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: امام مالک علیہ الرحمۃ سے امام شافعی، قعنبی، یحیی بن یحیی، یحیی بن بکیر، معن بن عیسی، سعید بن ابی مریم، اسحاق حنینی اور کئی دوسرے لوگوں نے نماز میں صرف دو جگہ پر رفع یدین کرنے کی روایت کی ہے۔ (نصب الرایۃ ۱/۴۰۹)

سجدوں کی رفع یدین

بعض روایات میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ملتا ہے...... وہ روایات وہابی مصنفین کے حوالہ سے پیش خدمت ہیں۔ (گو اس پر اپنے طور پر بھی متعدد روایات پیش کی جا سکتی ہیں)۔

❁...... ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں

۱...... عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر انہ کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوٰۃ، واذا رکع واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ واذا سجد......الخ

(المحلی بالآثار جزء ثالث ص ۱۰ مسئلہ ۴۴۲)

اس روایت میں صریح الفاظ ہیں حضرت ابن عمر سجدہ کرتے ہوئے بھی رفع یدین کرتے۔ اس روایت کے متعلق ابن حزم لکھتے ہیں: ھذا اسناد لامداخلۃ فیہ ...... اس سند میں کوئی مداخلت نہیں (کیونکہ یہ بالکل درست ہے)۔

۲...... آگے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا اپنی (مشہور) روایت ترک رفع یدین عندالسجود کے برعکس سجدوں میں رفع الیدین پر عمل کرنا اسی لئے ہے کہ وقد صح عندہ فعل النبی ﷺ لذلک ان کے نزدیک سجدوں میں رفع یدین کرنا نبی ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

❁...... خالد گرجاکھی جزء رفع الیدین للبخاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

۳..... سالم بن عبدالله ان اباه اذا رفع رأسه من السجود واذا اراد ان یقوم رفع یدیه (اثبات رفع الیدین ص۹۲طبع سوم)

سالم اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ جب سجدوں سے سر اٹھاتے اور جب (اگلی رکعت کیلئے) کھڑا ہونے کا ارادہ فرماتے تو رفع یدین کرتے۔

اس روایت میں دو مقام کا رفع یدین ہے ایک سجدوں کے بعد اور ایک سجدوں سے کھڑے ہونے پر۔

۴..... مزید روایت لکھتے ہیں:......واذا قام من السجدتین (ص۹۲)

اور دونوں سجدوں سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے۔

۵..... ایک روایت یوں نقل کرتے ہیں:

......واذا قام من السجدتین کبرو رفع یدیه (ص۹۳)

اور جب دونوں سجدوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے۔

۶..... حدیث مرفوع بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

......عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه اذا رکع واذا سجد (۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے۔

(گرجاکھی صاحب نے ان روایات کا ترجمہ غلط کیا تھا اس لئے ہم نے صحیح ترجمہ پیش کیا ہے)۔

❁..... مولوی عبدالرشید انصاری نے الرسائل فی تحقیق المسائل طبع ہفتم کے ص۳۵۸ پر جزء رفع یدین سے ہی سجدوں کی رفع یدین کرنے کی ایک روایت نقل کی ہے (اور باقی روایات کو گول کر گئے ہیں)

یاد رہے ان مصنفین نے مذکورہ روایات کو صحیح سمجھ کر نقل کیا ہے......اور یہ بھی واضح رہے ہم نے گرجاکھی اور انصاری صاحب کو اس لئے پیش کیا ہے کہ آپ کے ''شاگرد رشید'' نے ''تحقیق مسئلہ رفع الیدین'' کے ص۲۲ پر دونوں کا ذکر کر کے ان دونوں کتب کو ''ملاحظہ فرمانے'' کا مشورہ

دیا ہے اور انجانے میں ان کے مقلد بن گئے ہیں۔

ایک رکعت پر رفع الیدین

حضرت ابن عمر کی روایات میں ایک رکعت پڑھ کر رفع یدین کرنے کا ذکر بھی موجود ہے

خالد گرجاکھی مصنف عبدالرزاق ۲/۶۷ سے نقل کرتے ہیں:

۱...... ان ابن عمر کان یکبر بیدیه حین یستفتح وحین یرکع وحین یقول سمع الله لمن حمده وحین یرفع رأسه من الرکعة (اثبات رفع الیدین ص۷۹)

یعنی حضرت ابن عمر نماز کے شروع میں، رکوع جاتے، اٹھتے اور رکعت سے، اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے۔

۲...... ایک اور روایت مرفوعاً درج کرتے ہیں:

......واذا رفع رأسه من الرکعة رفعهما (ص ۶۸)

یعنی رسول اللہ ﷺ رکعت سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے تھے۔

❁...... عبدالرشید انصاری نے یہی روایت الرسائل ص ۳۲۶ پر نقل کی ہے۔

ہر اونچ نیچ پر رفع یدین

حضرت ابن عمر سے ہی بعض روایتوں میں ہر اونچ نیچ یعنی ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا بھی منقول ہے۔

❁...... خالد گرجاکھی اور عبدالرشید انصاری مسند حمیدی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

۱...... ان ابن عمر رضی الله عنه کان اذا رأی رجلا لایرفع یدیه کلما خفض ورفع حصبه حتی یرفع یدیه (اثبات رفع الیدین ص۵۵، الرسائل ص۳۱۵)

یعنی حضرت ابن عمر ہر اس آدمی کو کنکریاں مارتے جو نماز کے اندر اونچ نیچ پر رفع یدین نہ کرتا۔

۲......اسی مضمون کی ایک روایت دارقطنی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔(اثبات ص۹۵، الرسائل ص۳۲۷)

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک ہر اونچ نیچ پر (ہر تکبیر پر) رفع

یدین کرنا ضروری ہے۔ جس میں ہر رکعت کے شروع میں اور سجدوں کے درمیان والا رفع یدین بھی آتا ہے، جو کہ وھابی حضرات کا معمول نہیں۔

نماز کے شروع والا رفع یدین نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت جزء رفع یدین للبخاری کے حوالہ سے بھی وھابی حضرات بیان کرتے ہیں، اتفاق سے اس میں پہلی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

روایت کے الفاظ یہ ہیں:

..... ان ابن عمر رضی اللہ عنھما کان اذا رأی رجلا لایرفع یدیہ اذا رکع واذا رفع رماہ بالحصی (اثبات رفع الیدین ص ۹۵، الرسائل ۳۵۲)

اس روایت میں صرف رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنے پر کنکریاں مارنے کا ذکر ہے، جبکہ نماز کے ابتداء والے رفع یدین کا نام ونشان ہی نہیں۔

خلاصۃ الکلام

مذکورہ روایات کا خلاصہ آپ سمجھ چکے ہوں گے ...... کہ وھابی حضرات حضرت ابن عمر کی صرف ایک روایت پر عمل کرتے ہیں، جو کہ آپ نے پیش کی ہے، لیکن صرف یہی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی نہیں ہے، بلکہ آپ سے مرفوعاً اور موقوفاً متعدد روایات مروی ہیں، جن میں سے چند روایات اوپر گذر چکی ہیں۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ان روایات میں (جو کہ وھابی حضرات کے نزدیک صحیح ہیں) بہت سخت اضطراب ہے...... یعنی

۱...... بعض روایات میں نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین ہے۔

۲...... بعض میں ابتداء نماز، رکوع اور سجود کے وقت بھی ہے۔

۳...... بعض میں رکوع جاتے وقت کے رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

۴...... بعض میں نماز کے شروع والا ثابت نہیں۔

۵...... بعض روایات میں تیسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت رفع یدین ثابت نہیں۔

۶...... بعض میں رکعت سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وھابی حضرات کا باقی روایات پر عمل کیوں نہیں ...؟ باقی روایات کو چھوڑ کر صرف ایک روایت کو ترجیح کس دلیل شرعی کی بناء پر ہے؟ سجدوں کے وقت، دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین ترک کرنے کی کونسی صحیح، صریح اور مرفوع روایت ہے؟ جبکہ آپ کے نزدیک حضرت ابن عمر کی روایت متواتر ہے۔ جس میں اس قدر اضطراب اور تضاد ہے۔

یاد رہے جواب میں اپنے اصول کے مطابق صرف قرآن وحدیث کو پیش کیا جائے، کسی امتی کے قول سے استناد کرنے سے گریزاں رہیں کیونکہ وھابی اصولوں کے مطابق یوں تقلید ہو جاتی ہے، جو کہ شرک ہے۔

حدیث ابن عمر کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف

یہ بات بھی کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث ابن عمر کے متعلق محدثین کا یہ اختلاف بھی مشہور ہے کہ آیا وہ موقوف ہے یا مرفوع؟...... اس کے مرفوع ہونے پر محدثین کا اتفاق نہیں ہے...... ملاحظہ ہو!

۱...... اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

رواہ حماد بن سلمہ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ ورواہ ابن طھمان عن ایوب وموسیٰ بن عقبۃ مختصراً (بخاری ۱/۱۰۲)

یعنی اس روایت کو کوئی مرفوع بیان کرتا ہے اور کوئی مختصر یعنی موقوف بیان کرتا ہے۔ یہ اس اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔

۲...... حافظ ابن حجر اس اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے امام اسماعیلی کا قول لکھتے ہیں:

بعض مشائخ نے اشارہ کیا ہے کہ عبدالاعلیٰ نے اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں غلطی کی ہے، کیونکہ عبداللہ بن ادریس، عبدالوہاب ثقفی اور معتمر سب عبدالاعلیٰ کی مخالفت کرتے ہوئے عبیداللہ سے اس روایت کو موقوف بیان کرتے ہیں۔ (فتح الباری ۲/۱۷۷)

۳ ..... امام بیہقی لکھتے ہیں:

وعبدالاعلیٰ ینفرد برفعه الی النبی ﷺ (سنن کبریٰ ۲/ ۱۳۷)

یعنی صرف عبدالاعلیٰ اس روایت کو مرفوع بیان کرتا ہے ۔ (باقی راوی مرفوع بیان نہیں کرتے)

۴ ..... زرقانی شرح موطا امام مالک میں ہے:

لان سالما ونافعا لما اختلفا فی رفعه و وقفه (۱/ ۱۵۸،۱۵۷)

جبکہ سالم اور نافع میں اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔

۵ ..... قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

حکی الدارقطنی فی العلل الاختلاف فی رفعه ووقفه (نیل الاوطار ۲/ ۲۰۴)

کہ امام دارقطنی نے کتاب العلل میں اس روایت کے موضوع اور موقوف ہونے کے متعلق اختلاف بیان کیا ہے۔

۶ ..... امام بخاری کے شاگرد رشید امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے ڈنکے کی چوٹ پر فیصلہ ہی کر دیا ہے، فرماتے ہیں: **الصحیح قول ابن عمر لیس بمرفوع** (ابوداؤد ۱/ ۱۰۸)

صحیح بات یہی ہے کہ حضرت ابن عمر کا قول (یہ روایت) مرفوع (رسول اللہ ﷺ کی حدیث) نہیں۔

۷ ..... غیر مقلد محدث ناصر الدین البانی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ (ضعیف ابی داؤد)

۸ ..... قاضی شوکانی نے بھی امام ابوداؤد کا قول نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار ۲/ ۲۰۴)

۹ ..... امام عقیلی بھی حدیث ابن عمر عن نافع نقل کر کے کھلے لفظوں میں لکھتے ہیں:

ھذا اولیٰ (ضعفاء الکبیر ۲/ ۶۸) اس روایت کا موقوف ہونا ہی زیادہ بہتر ہے۔

۱۰ ..... امام محمد نے امام مالک سے اسے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ (موطا امام محمد ص ۸۹)

۱۱ ..... امام مالک نے اسے نافع سے موقوف روایت کیا۔ (موطا امام مالک ص ۶۱)

جب یہ مرفوع حدیث ہی نہیں تو پھر اس میں آپ کیلئے کیا دلیل رہ گئی کیونکہ وھابیوں کے نزدیک موقوف روایت صحیح سند سے بھی ثابت ہو تو بھی بہت اور لائق عمل نہیں ہے۔

امام مالک نے اس حدیث کو قبول کرنے سے انکار کر دیا

حضرت ابن عمر کی اس روایت میں شدید اختلاف کی بناء پر حضرت امام مالک (جو اس حدیث کے راوی ہیں) نے اس حدیث پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کا موقف اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

۱ ... علامہ زرقانی لکھتے ہیں:

اصیلی نے بیان کیا ہے کہ **لم یاخذبه مالک** (زرقانی شرح موطا/۱۵۷)

یعنی امام مالک علیہ الرحمۃ نے اس پر عمل نہیں کیا۔

۲ ... حافظ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں:

حضرت امام مالک نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت براء بن عازب کی ترک رفع یدین والی روایت کی وجہ سے صرف نماز کی ابتدا میں رفع یدین اپنایا ہے...... تاکہ اہل مدینہ کے عمل کی موافقت ہو (کیونکہ اہل مدینہ کا عمل حدیث ابن عمر پر نہیں ہے)۔ (بدایۃ المجتہد ۱/۱۳۶)

امام مالک نے رفع یدین چھوڑنے کو ترجیح دی ہے تاکہ اہل مدینہ کے عمل کی موافقت ہو۔

معلوم ہوا صرف امام مالک نے ہی اس روایت کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ اہل مدینہ بھی اس روایت پر عمل نہیں کرتے تھے۔

۳ ...... علامہ عبدالرحمٰن جزری لکھتے ہیں:

مالکیوں کے نزدیک نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا مستحب ہے، باقی مقامات پر رفع یدین مکروہ ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/۲۵۰)

۴، ۵، ۶ ...... امام نووی نے شرح مسلم ۱/۱۶۸ اور امام کرمانی نے شرح بخاری ۵/۱۰۷ اور قاضی شوکانی نے نیل الاوطار ۲/۲۰۱ پر امام مالک کے شاگرد ابن قاسم کی ترک رفع یدین کی روایت لکھ کر

کہا ہے، وھو اشھر الروایات عن مالک ....امام مالک سے سب سے زیادہ مشہور روایت یہی ہے۔

۷......علامہ ماردینی لکھتے ہیں:

قرطبی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ امام مالک کا مشہور مذہب ترک رفع یدین ہے۔
(الجوہر النقی ۲/۷۶)

۸......امام مالک کے شاگرد ابن القاسم لکھتے ہیں:

کان رفع الیدین عندمالک ضعیفا الافی تکبیرۃ الاحرام (المدونۃ الکبریٰ ص ٦٧)

یعنی امام مالک کے نزدیک نماز میں شروع کے علاوہ رفع یدین کرنا ضعیف ہے۔

۹......امام مالک کے شاگرد امام محمد حضرت ابن عمر کی روایت نقل کر کے لکھتے ہیں:

فاما رفع الیدین فی الصلوۃ فانہ یرفع الیدین حذوالاذنین فی ابتداء الصلوٰۃ مرۃ واحدۃ ثم لایرفع فی شئی من الصلوٰۃ بعد ذلک (موطاامام محمد ص ۹۱،۹۰)

صرف نماز کے شروع میں ایک بار کانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے جائیں، اسکے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہیں۔

۱۰......خود امام مالک علیہ الرحمۃ واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں:

لااعرف رفع یدین فی شئی من تکبیر الصلوٰۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلوٰۃ (المدونۃ الکبریٰ ۱/ ٦٨)

یعنی میں نماز کے شروع والے رفع یدین کے علاوہ نماز میں کسی مقام پر رفع یدین کرنے کو جانتا بھی نہیں۔ اب بتایئے! اس حدیث کو روایت کرنے والے بخاری کے مرکزی راوی امام مالک نے اس روایت کی حقیقت بتا نہیں دی؟

حضرت ابن عمر کا اپنا عمل

صحیح احادیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا فعل بھی مذکور ہے کہ آپ صرف

نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے ...ملاحظہ ہو!

۱...... بخاری و مسلم کے استاذ امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیه الا فی اول مایفتتح (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۷)

یعنی امام مجاہد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا وہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے (اس روایت کے تمام راوی بخاری اور مسلم کے راوی ہیں)

۲...... امام طحاوی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی، وہ صرف ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔ (طحاوی شریف ۱/۱۶۳)

۳...... امام شافعی کے استاذ امام محمد علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو حضرت ابن عمر کے دوسرے شاگرد عبدالعزیز بن حکیم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ (موطا امام محمد ص ۹۳)

۴...... امام زیلعی نے ایک روایت عطیہ عوفی سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ (نصب الرایۃ ۱/۴۰۰)

پہلی روایت کو امام زیلعی نے نصب الرایۃ جلد اول پر بھی نقل کیا ہے

رفع یدین کے متعلق حضرت ابن عمر کا فتویٰ

حضرت ابن عمر نماز میں رفع یدین کو بدعت قرار دیتے تھے۔

۱...... آپ کے الفاظ ہیں:

رأیتکم ورفع ایدیکم فی الصلوٰۃ واللہ انها لبدعة

(میزان الاعتدال ۱/۳۱۵ ترجمہ نمبر ۱۱۹۰)

۲...... یہی روایت الکامل لابن عدی ص ۹ پر بھی موجود ہے۔

حضرت ابن عمر کے شاگرد حضرت امام شعبی کا عمل

امام شعبی علیہ الرحمۃ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، تقریباً ڈیڑھ سال تک

آپ سے فیض لیتے رہے (بخاری ۲/۱۰۷۹، مسند احمد ۲/۱۵۷۱،۸۴، سنن کبریٰ ۹/۳۲۳) لیکن اتنا عرصہ آپ کے پاس رہنے کے باوجود وہ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۶)

اگر حضرت ابن عمر کا مسلک رفع یدین کرنے کا ہوتا تو آپ ضرور کرتے۔

علاوہ ازیں امام شعبی نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔ (اکمال بر مشکوٰۃ ص ۶۰۰)
لیکن امام شعبی پھر بھی نماز کے شروع میں ہی رفع یدین کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے کسی صحابی کو اختلافی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

نتیجۂ گفتگو

ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابن عمر کی پیش کردہ روایت میں سخت اضطراب، ہت تعارض اور خاصا تضاد ہے...... کسی بھی صحیح اور صریح روایت سے کسی ایک عمل کو ترجیح نہیں دی جا سکتی ...... اور پھر جبکہ حضرت ابن عمر اور ان کے شاگردوں کا عمل اور خود بخاری کے راویوں کا موقف بھی اس روایت کے برخلاف ہو...... حدیث کا راوی بہتر جانتا ہے کہ اس کی بیان کردہ حدیث کی مراد کیا ہے۔ اور گھر والا خوب جانتا ہے کہ اس کے گھر میں کیا ہے......

حدیث ابن عمر کے متعلق محدثین کا فیصلہ

......امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے اسی لئے کہا تھا:

فھذا بن عمر قد رأی النبی ﷺ یرفع ثم ترک ھو الرفع بعد النبی ﷺ فلا یکون ذلک الا قد ثبت عندہ النسخ ماقد کان رای النبی ﷺ فعلہ وقامت الحجۃ علیہ ذالک (طحاوی شریف ۱/۱۶۳)

یعنی یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا......انہوں نے رفع یدین اسی لئے ترک کیا ہے کہ ان کے پاس اپنی روایت کے منسوخ ہونے کا ثبوت پہنچ گیا تھا۔ آپ کے اس عمل سے رفع یدین

کرنیوالوں پر حجت قائم ہوگئی ہے۔

۲۔حافظ ابن حجر عسقلانی رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کی یہ دونوں حدیثیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

ان الجمع بین الروایتین ممکن وھو انه لم یکن یراه واجباً ففعله تارۃ وترکه اخری (فتح الباری ۲/۱۷۴)

یعنی دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابن عمر کے نزدیک رفع یدین کرنا ضروری نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایک بار کیا اور دوسری بار چھوڑ دیا۔

نوٹ...... مولوی محمد بن اسماعیل یمانی غیر مقلد نے حضرت ابن عمر کی مرویات میں یہی تطبیق دی ہے۔ملاحظہ ہو! (سبل السلام شرح بلوغ المرام ۱/۲۵۸)

وھابیوں کا ایک دھماکہ

حدیث ابن عمر کی تین روایات میں زہری عن کیساتھ روایت کر رہا ہے اور وھابی محدث عبدالرحمان مبارکپوری نے لکھا ہے"یہ" حدیث کیسے صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ اس کی سند میں زہری سے اور وہ مدلس ہے اس نے عن کے ساتھ تو روایت کی ہے۔(ابکار المنن ص ٦١) لہٰذا وھابیوں کو اس روایت کو پیش کرنے سے توبہ کرنی چاہیے کیونکہ یہ روایت ان کے اصول کے مطابق ضعیف ہے۔

ترک رفع یدین پر حضرت ابن عمر کی مرفوع روایت

آیئے آخر میں حضرت ابن عمر کی وہ مرفوع حدیث بھی پیش کردیں جس میں صراحۃً رسول اللہ ﷺ کا عمل مذکور ہے......سند اور متن درج ذیل ہے:

عبداللّٰه عون الخراز ثنا مالک عن الزھری عن سالم عن ابن عمر ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لایعود

(خلافیات بیہقی۔بحوالہ نصب الرایۃ ۱/۴۰۴ وموضوعات کبیر ص ۵۹۴ مترجم)

یعنی رسول اللہ ﷺ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کی پیش کی گئی روایت کے راوی ہیں سوائے

عبداللہ بن عون کے اور وہ بھی زبردست ثقہ ہے۔ ملاحظہ ہو! (تہذیب التہذیب ۵/۳۴۹)

o حضرت ملا علی قاری اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

وقد صح عنه خلاف ذلک فیحمل علی نسخ الاول فتامل

(موضوعات کبیر مترجم ۵۹۴)

حضرت ابن عمر سے صحیح طور پر رفع یدین کرنے کے خلاف ثابت ہو چکا ہے تو اب یہ اس بات پر محمول ہوگا کہ (رفع یدین کرنے کی) پہلی حدیث منسوخ ہے۔

o...... امام مالک نے حضرت ابن عمر سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کا ذکر ہے، ملاحظہ ہو:

ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح التکبیر للصلوٰة (المدونۃ الکبریٰ ص ۶۹)

یعنی رسول اللہ ﷺ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

معلوم ہوا رفع یدین صرف نماز کے شروع میں کرنا چاہئے۔

حدیث مالک بن حویرث پر بحث

دوسرے نمبر پر آپ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے...... الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی قلابة انه رأی مالک بن الحویرث اذا صلی کبر و رفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللّٰہ صنع هکذا (بخاری ۱/۱۰۲)

❁...... اس روایت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس کا معنی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اختلافی رفع یدین وفات تک کیا ہے۔

❁...... اس روایت میں اور حضرت مالک بن حویرث کی تمام مرویات میں سے کسی ایک

روایت میں بھی تیسری رکعت کے رفع یدین کا ذکر نہیں ہے ... لہذا آپ کو وہ بھی چھوڑ دینا چاہئے ...

سجدوں کی رفع یدین

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح روایات میں سجدوں کے وقت رفع یدین بھی مذکور ہے ...... وھابی حضرات کے قلم سے ہی اس حقیقت کو بے نقاب ہوتا دیکھیں ...

❁ ..... ابن حزم ظاہری اندلسی لکھتے ہیں۔

۱..... عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث رای النبی ﷺ رفع یدیه فی صلاته اذا رکع واذا رفع راسه من رکوعه واذا سجد ، واذا رفع راسه من سجوده ..... الخ (المحلّٰی ۳/۸،۹)

اس روایت کو ابن حزم نے متواتر اور درجہ یقین پر فائز قرار دیا ہے۔

یعنی حضرت مالک بن حویرث نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا، جب رکوع کرتے اور اس سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے۔

۲..... مزید لکھتے ہیں:

ومارواه مالک بن الحویرث من رفع الیدین فی کل رکوع ورفع من رکوع وکل سجود ورفع من سجود ...... والکل ثقات (۳/۱۰)

یعنی حضرت مالک بن حویرث نے رکوع جاتے اور واپس آتے وقت، سجدوں میں جاتے اور ان سے اٹھتے وقت رفع یدین روایت کیا یہ سب ثقہ روایتیں ہیں۔

❁ ...... امام نسائی نے سجدوں والی رفع یدین کو تین سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان تینوں سندوں سے خالد گرجاکھی نے اپنی کتاب میں روایات درج کی ہیں۔ ملاحظہ ہو!

۳...... عن مالک بن الحویرث ان نبی اللہ ﷺ اذا دخل فی الصلوٰة یعنی رفع یدیه واذا رکع فعل مثل ذلک واذا رفع راسه من الرکوع فعل مثل ذلک

واذا رفع راسه من السجود فعل مثل ذلک کله یعنی رفع یدیه (نسائی سلفیہ ص ۱۳۵)

(اثبات رفع یدین ص ۹۸)

اس میں ابتدائے نماز، رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں سے

سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر صراحۃً موجود ہے۔

۴...... دوسری روایت میں اس سے بھی واضح الفاظ ہیں۔

واذا سجدو اذا رفع راسه فی السجود حتی یحاذی بهما فروع اذنیه

(بحوالہ نسائی)۔(اثبات رفع الیدین ص ۹۹)

یعنی جب سجدہ کرتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے تو ہاتھوں کو کانوں کی لو تک کر لیتے۔

۵......تیسری روایت میں ہے:

عن مالک بن الحویرث انه رای النبی ﷺ رفع یدیه فذکر مثله (ایضاً)

حضرت مالک بن حویرث نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے رفع یدین کیا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ (یعنی سجدوں کے وقت)

۶...... گرجاکھی صاحب نے اس پر مزید روایات نقل کی ہیں۔ سو وہ بھی دیکھیں!

......عن مالک بن الحویرث انه رای رسول الله ﷺ یرفع یدیه......

واذا رفع راسه من السجود الخ (مسند احمد ۵/۵۳)(اثبات رفع الیدین ۱۰۰)

یعنی رسول اللہ ﷺ سجدوں سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرتے۔

۷...... مسند احمد سے دو روایتیں مزید لکھی ہیں:

......عن مالک بن الحویرث ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه حیال فروع

اذنیه فی الرکوع والسجود (ص ۱۰۱)

یعنی حضور اکرم ﷺ رکوع اور سجود میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے۔

۸ ......واذا سجدواذا رفع راسه من سجوده حتی یحاذی بهما فروع اذنیه (ص ۱۰۱)

یعنی آپ سجدوں میں کانوں تک رفع الیدین کرتے۔

۹...... مسند ابوعوانہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ حیال اذنیہ فی الرکوع والسجود (ص۱۰۹)

یعنی نبی کریم ﷺ رکوع اور سجود میں رفع یدین کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کا فیصلہ

سنن نسائی کی نقل کردہ حضرت مالک بن حویرث کی روایت کی تصحیح کرتے ہوئے حافظ ابن عسقلانی لکھتے ہیں: واصح ماوقفت علیہ من الحدیث فی الرفع فی السجود مارواہ النسائی من روایۃ سعید ابن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن نصر ابن عاصم عن مالک بن الحویرث ۔فتح الباری شرح صحیح بخاری (۲/۱۷۷)

سجدوں کے متعلق حضرت مالک بن حویرث کی صحیح ترین روایت جس پر مجھے اطلاع ہوئی وہ ہے، جو نسائی نے روایت کی ہے۔ معلوم ہوا حافظ ابن حجر کے نزدیک سجدوں کے متعلق اور بھی صحیح روایات ہے، لیکن زبردست صحیح روایت وہ ہے جو نسائی نے بیان کی ہے۔

شروع کا رفع یدین مذکور نہیں

حضرت مالک بن حویرث کی بعض روایات میں نماز کے شروع والا رفع یدین مذکور نہیں ہے......ملاحظہ ہوا......مذکورہ صفحات میں حدیث نمبر ۴، ۲، اور دیگر......

۔ لہٰذا غیر مقلدین کو تیسری رکعت والے رفع یدین کی طرح ابتداء والا رفع یدین بھی چھوڑ دینا چاہیے ......اور رکوع کے ساتھ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین شروع کر دیں۔ تا کہ حضرت مالک بن حویرث کی تمام مرویات پر عمل ہو سکے۔

فائدہ: واضح رہے امام بخاری کے شاگرد امام نسائی نے رفع یدین کی احادیث لکھ کر بعد میں ''ترک ذالک'' کا باب باندھا اور اس میں حضرت ابن مسعود کی ترک رفع یدین والی روایت درج کر کے واضح کر دیا کہ ان کے نزدیک رفع یدین متروک ہے۔ ملاحظہ ہو (نسائی مع تعلیقات ۱/۱۲۳)

حدیث وائل بن حجر پر بحث

تیسری روایت آپ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کی ہے: الفاظ یہ ہیں ان وائل ابن حجر اخبرہ قال قلت لا نظرن الی صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی علیہ وسلم کیف یصلی فنظرت الیہ فقال فکبر ورفع یدیہ حتی حاذتا باذنیہ ثم وضع یدہ الیمنٰی علی کفہ الیسری والرسغ والساعد فلما اراد ان یرکع رفع یدیہ مثلھا قال ووضع یدیہ علی رکبتیہ ثم لما رفع رأسہ رفع یدیہ مثلھا ثم سجد

(نسائی ا/۱۰۵)

❁...... اس روایت میں بھی کوئی لفظ بھی وہابیوں کے موقف کی تائید نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات تک اختلافی رفع یدین کیا ہے۔

❁...... اس روایت میں بھی تیسری رکعت کے رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں لہذا وہ بھی آپ کو ترک کر دینا چاہئے۔

سجدوں کی رفع یدین

❁...... حضرت وائل بن حجر سے سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی روایات بھی موجود ہیں ...... وہ بھی ملاحظہ ہوں!

ا...... گرجاکھی صاحب بروایۃ ابی داؤد لکھتے ہیں:

عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فکان اذا کبر رفع یدیہ قال ثم التحف ثم اخذ شمالہ بیمینہ وادخل یدیہ فی ثوبہ قال فاذا اراد ان یرکع اخرج یدیہ ثم رفعھما واذا اراد ان یرفع رأسہ من الرکوع رفع یدیہ ثم وضع وجھہ بین کفیہ واذا رفع رأسہ من السجود ایضاً رفع یدیہ حتی فرغ من صلوٰتہ (اثبات رفع الیدین ص ۱۱۳)

یعنی رسول اللہ نے نماز شروع کی تو رفع یدین کیا جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو

رفع یدین کیا اور اسی طرح جب سجدوں سے سر اٹھایا تو بھی رفع یدین کیا۔

۲...... بروایۃ دارقطنی لکھتے ہیں:

......علقمة بن وائل عن ابیه انه رأی رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه حین یفتتح الصلوٰة واذا رکع واذا سجد (اثبات رفع الیدین ص ۱۳۱)

یعنی حضرت وائل بن حجر نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع وسجود کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

۳...... بروایۃ بیہقی نقل کرتے ہیں:

......عن وائل بن حجر قال صلیت خلف رسول اللہ ﷺ فلما کبر رفع یدیه مع التکبیر واذا رکع واذا رفع رأسه اوسجد (اثبات ص ۱۴۳)

یعنی حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ نے جب تکبیر کہی تو رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا اور جب اپنا سر اٹھایا یا سجدہ کیا تو رفع یدین کیا۔

۴...... بروایۃ جزء رفع الیدین للبخاری لکھتے ہیں:

قال وکیع عن الاعمش عن ابراهیم انه ذکر له حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ کان یرفع یدیه اذا رکع واذا سجد (اثبات رفع الیدین ص ۱۴۰)

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

یادرہے اس روایت کو امام بخاری نے بڑے وثوق سے پیش کیا ہے۔

❁...... ابن حزم ظاہری اندلسی اپنی سند سے لکھتے ہیں:

۵...... عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فکان اذا کبر رفع یدیه ثم التحف ثم اخذ شماله بیمینه وادخل یدیه فی ثوبه، فاذا اراد ان یرکع اخرج یدیه ثم رفعهما واذا اراد ان یرفع رأسه من الرکوع رفع یدیه، ثم سجد،

ووضع وجهه بين كفيه واذا رفع رأسه من السجود ایضاً رفع یدیه حتی فرغ من صلاته (المحلی ۴/۸)

یعنی حضرت وائل بن حجر بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے، اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ کر کپڑے میں داخل کر لیتے۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ہاتھوں کو نکال کر رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے، پھر سجدہ کرتے اور اپنا چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے، اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے حتی کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اس روایت کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

یکون الاسناد هنا هو الصحیح لهذه الروایة (ایضاً)

یعنی اس روایت کی یہ سند صحیح ہے

ھر اونچ نیچ پر رفع یدین

حضرت وائل بن حجر کی روایات میں ہر تکبیر اور ہر اونچ نیچ پر بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔۔۔۔۔خالد گرجاکھی بروایۃ مسند احمد لکھتے ہیں:

۔۔۔۔۔عن وائل بن حجر الحضرمی قال رائیت رسول الله ﷺ یرفع یدیه مع التکبیر (اثبات رفع الیدین ص۱۲۰)

حضرت وائل بن حجر حضرمی بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔

۲ مزید لکھتے ہیں:

صلیت خلفه و کان یرفع یدیه کلما کبرو رفع ۔۔ الخ (اثبات ص۱۲۳)

یعنی میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، اور آپ جب بھی تکبیر کہتے اور اوپر اٹھتے

تو رفع یدین کرتے تھے۔

۳......مزید لکھتے ہیں:

فکان یکبر اذا خفض واذا رفع یرفع یدیه عندالتکبیر ......الخ (ص ۱۲۵،۱۲۶)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب بھی اوپر اور نیچے ہوتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین بھی کرتے تھے۔

۴......عون المعبود کے حوالہ سے لکھا ہے۔

......انه رأی رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه مع التکبیر

(بحوالہ ابوداؤد) (اثبات رفع الیدین ص ۱۱۴)

یعنی حضرت وائل نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تکبیر کے ساتھ رفع یدین بھی کرتے تھے۔

۵......بروایۃ دارمی لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ فکان یکبر اذا خفض واذا رفع ویرفع یدیه عند التکبیر ......الخ (۱۲۹)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب بھی نیچے یا اوپر ہوتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین بھی کرتے تھے۔

دارمی کی روایت کو مولوی عبدالرشید انصاری۔ نے بھی لکھا ہے۔ (الرسائل ص ۳۳۰)

ان روایات میں صراحۃً موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہر تکبیر اور ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتے تھے۔ اب آپ نماز کی تمام تکبیروں اور نماز میں ہر اونچ نیچ کو دیکھ لیں۔ اس میں سجدوں کی رفع یدین اور دوسری اور چوتھی رکعت کا رفع یدین بھی آتا ہے۔ جس پر صحابی حضرات کا عمل نہیں ہے۔

حضرت وائل کی روایت پر امام نخعی کا تبصرہ

تابعی کبیر حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کے سامنے جب حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت کا تذکرہ ہوا اور کہنے والے نے پر زور انداز میں کہا کہ حضرت وائل نے حضور اکرم

ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔تو آپ نے جواب دیا:

ان کان وائل رأہ مرۃ یرفع فقد رأہ عبداللہ خمسین مرۃ لایفعل ذالک (طحاوی شریف ا/۱۶۲)

پس اگر حضرت وائل نے آپ کو رفع یدین کرتے ایک بار دیکھ لیا ہے تو حضرت ابن مسعود نے پچاس بار دیکھا ہے کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے۔

o...... موطا امام محمد ص ۹۳ کے یہ لفظ ہیں:

قال ابراهيم ماادری لعلہ لم یر النبی ﷺ یصلی الاذلک الیوم تحفظ ھذا منہ ولم یحفظہ ابن مسعود واصحابہ ماسمعتہ من احد منھم انما کانوا یرفعون ایدیھم فی بدء الصلوٰۃ حین یکبرون

ابراہیم نخعی نے کہا میں نہیں جانتا، کیونکہ حضرت وائل نے رسول اللہ ﷺ کی صرف اسی ایک دن (جب وہ اپنے علاقے سے مسلمان ہونے آئے تھے) رفع یدین کرتے دیکھا اور اسکو یاد کرلیا اور کہا ابن مسعود کو اور ان کے اصحاب کو یاد نہ ہوا؟ میں نے ان میں سے کسی سے بھی یہ بات نہیں سنی۔ وہ تو صرف نماز کے شروع میں تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

o...... ایک مقام پر یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت وائل دیہات کے رہنے والے تھے احکام اسلام سے پورے واقف نہ تھے، انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کوئی ایک آدھ نماز پڑھی جبکہ مجھے بے شمار لوگوں نے حضرت ابن مسعود کے متعلق بتایا ہے کہ وہ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعود سفر و حضر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اتنی نمازیں پڑھی ہیں، جن کا شمار ہی نہیں۔ (جامع المسانید ا/۳۵۸)

حضرت ابراہیم نخعی کا یہ قول پانچ واسطوں سے مروی ہے۔

o...... امام احمد بن حنبل سدیج وائل بن حجر کے الفاظ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے۔ (التمہید ۹/۲۲۴)

○...... علامہ ابن عبدالبر اندلسی بھی حدیث وائل کی طرف مائل نہیں۔(التمہید ۹/۲۲۷)

معلوم ہوا حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت مرجوح اور نا قابل عمل ہے، اور اسے مرجوح قرار دینے والے حضرت ابراہیم نخعی جیسے بلند پایہ محدث اور تابعی و دیگر اکابر محدثین ہیں۔

اور یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ خود وھابی حضرات کا عمل بھی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایات کے خلاف ہے۔

حضرت وائل کی مرفوع قولی روایت

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع قولی موجود ہے جس میں صرف ابتدائی رفع یدین کا ذکر ہے......ملاحظہ ہو!

قال رسول الله ﷺ یاابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک......الخ (المعجم الکبیر ۲۲/۲۰، مجمع الزوائد ۹/۳۷۷، کنز العمال ۷/۴۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے وائل بن حجر!......جب تو نماز پڑھنے لگے تو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاؤ۔

اس حدیث میں ابتدائی رفع یدین کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ اور یہ قانون ہے کہ قولی اور فعلی احادیث میں تضاد کے وقت قولی حدیث (فرمان) کو ترجیح ہوتی ہے۔ (نوری بر مسلم ۱/۴۵۳)

متأخر الاسلام راوی کی روایت کا حکم؟

اپنے رقعہ کے آخر میں آپ نے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے "حضرت مالک بن حویرث اور وائل بن حجر نبی ﷺ کے آخری ایام میں مسلمان ہوئے"۔

اس پر آپ شاید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ یہ " آخری ایام میں مسلمان ہوئے" اس لئے یہ حضور اکرم ﷺ کا آخری عمل تھا۔ تو سنیئے!......

اولاً: آپ نے ان کے آخری ایام میں مسلمان ہونے پر کوئی صحیح، صریح، مرفوع روایت پیش نہیں

کی..... صرف قیاس سے کام چلایا ہے لیکن وھابی مذہب میں قیاس کے متعلق جو گل افشانیاں کی گئی ہیں، انہیں آپ ذہن میں رکھ کر قیاس سے دامن کش ہو جائیں۔ اور اپنے موقف پر حدیث صحیح، صریح، مرفوع پیش کریں۔

ثانیا: کسی راوی کے متاخر الاسلام ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا بیان کیا ہوا عمل حضور اکرم ﷺ نے آخری ایام میں ہی کیا تھا..... اگر یہی قانون ہے تو اس پر حدیث صحیح صریح مرفوع درکار ہے۔ جبکہ آپ کے عظیم محدث عبدالرحمان مبارکپوری لکھتے ہیں:

متاخر الاسلام ہونے سے دلیل لانا اسی کا کام ہے جو اصول حدیث اور اصول فقہ سے ناواقف ہے۔ (تحقیق الکلام ص ۷۵)

یعنی جو آدمی کسی صحابی کے آخری ایام میں مسلمان ہونے کو دلیل بناتا ہے وہ اصول حدیث اور اصول فقہ دونوں سے ناواقف اور جاہل ہے۔

○..... مزید لکھتے ہیں:

ان تأخر اسلام الراوی لایدل علی تاخیر ورود المروی (ایضاً ۷۶)

راوی کا آخری ایام میں مسلمان ہونے سے روایت کے آخری ہونے پر دلیل نہیں ہے۔

ثالثاً: اگر پھر بھی آپ اسی بات کی رٹ لگائیں کہ یہ حضور اکرم کا آخری عمل ہے..... تو یاد فرمائیں!..... اس میں تیسری رکعت کے رفع یدین کا ذکر نہیں اور سجدوں میں رفع یدین کا ذکر ہے، لہٰذا آپ حضور اکرم ﷺ کا سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا یہ آخری عمل کیوں نہیں اپناتے؟

سجدوں کی رفع یدین کے متعلق البانی کافیصلہ

آخر میں اپنے محقق ناصر الدین البانی کی تحقیق بھی ملاحظہ ہو!..... لکھتے ہیں

اور (رسول اللہ ﷺ) کبھی سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع الیدین کرتے۔

(سنن نسائی ۱/۱۲۹ کتاب الافتتاح، سنن دار قطنی ۱/۲۹۰، المخلص فی الفوائد ۱/۲/۲ دو صحیح سندوں کے ساتھ)

اس حدیث میں جس رفع الیدین کا ذکر ہے وہ دس صحابہ سے مروی ہے اور ابن عمر،

ابن عباس، حسن بصری، طاؤس، عبداللہ بن طاؤس ابن عمر کا غلام نافع، سالم بن نافع، قاسم بن محمد، عبداللہ بن دینار، عطاء اس کو جائز سمجھتے ہیں، عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس کو سنت کہا ہے امام احمد بن حنبل نے اس سنت پر عمل کیا ہے امام مالک، امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔

اور اس مقام (سجدے سے اٹھتے وقت) پر آپ ﷺ اللہ اکبر کے ساتھ کبھی کبھی رفع الیدین بھی کرتے تھے۔ (مسند احمد ۳/ ۳۷ صحیح ابوداؤد ا/ ۲۳۹، کتاب الصلاۃ باب ۱۱۷ سند صحیح ہے)

سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا، امام احمد اس پر رفع الیدین کے قائل ہیں بلکہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کے قائل ہیں چنانچہ علامہ ابن القیم فرماتے ہیں ابن الاثرم امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جب بھی نمازی نیچے یا اوپر ہو دونوں صورتوں میں رفع الیدین ہے نیز اثرم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا کہ وہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے رفع الیدین کرتے تھے۔ (البدائع لابن القیم ۴/ ۸۹، م)

شافعی علماء میں سے ابن المنذر اور ابوعلی اسی کے قائل ہیں امام مالک، امام شافعی سے بھی اسی طرح کا قول مروی ہے جیسا کہ (طرح التثریب) میں ہے اور یہ رفع الیدین انس، ابن عمر، نافع، طاؤس، حسن بصری، ابن سیرین، اور ایوب سختیانی سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ا/ ۱۰۶)

رسول اکرم ﷺ کبھی کبھی دوسرے سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنے کے ساتھ رفع الیدین بھی کرتے تھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے۔

چنانچہ آپ نے اس انسان کو حکم دیا جس نے جلدی جلدی نماز ادا کر لی تھی آپ نے اس کو دوسرے سجدے میں بھی اسی طرح کرنے کا حکم دیا پھر وہ دوسرے سجدے سے اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے۔ اور آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اب تم ہر رکعت اور ہر سجدے میں اسی طرح کرتے رہو جب تم یہ کام کرو گے تو تمہاری نماز پوری ہوگی اور اگر کچھ کمی کرو گے تو اسی قدر نماز کم ہوگی۔ اور کبھی کبھی آپ ﷺ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (ابوعوانہ صحیح ابوداؤد ا/ ۱۳۹، کتاب الصلاۃ

باب ۱۷۱، دو صحیح سندوں کے ساتھ، امام احمد اس رفع الیدین کے قائل ہیں، ایک روایت کے مطابق امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک بھی یہی ہے، ملاحظہ ہو اسی کتاب کے عنوان سجدہ سے سر اٹھانا)

معلوم ہوا سجدوں کی رفع یدین پر صحیح احادیث موجود ہیں، لیکن وھابیوں کا ان پر عمل نہیں...... اگر سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو باقی منسوخ کیوں نہیں؟۔

ان روایات پر وھابیوں نے بھی عمل نہیں کیا

ان روایات پر تو آپ کا بھی عمل نہیں ہے

o...... کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر سے بخاری ۱/۱۰۲ پر اور حضرت مالک بن حویرث کی اکثر روایات میں کندھوں تک اور حضرت وائل بن حجر کی روایت کے جو الفاظ آپ نے لکھے ہیں ان میں تو صراحۃً یہ الفاظ ہیں ''رفع یدیه حتی حاذ تا باذنیه'' رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کیا۔

اب اگر ان روایات میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا آخری عمل بیان کیا گیا ہے، تو بتایئے آپ لوگ حضور اکرم ﷺ کے ''آخری عمل'' کو اپناتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں اور کانوں تک کیوں نہیں اٹھاتے؟

دوسروں کو دعوت دینے سے قبل ان روایات پر خود عمل کر کے دکھائیں...... جب آپ نے ان روایات پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ آپ کا عمل ان کے خلاف ہے۔ تو سچ بتایئے!...... آپ نے خود ہی اس بات کی وضاحت نہیں کر دی کہ ان روایات میں رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل ذکر نہیں کیا گیا۔

o...... ایسے ہی نسائی کی روایات میں نماز میں ہاتھ باندھنے کا یہ طریقہ بتایا گیا ہے...... کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی، گٹ اور کلائی پر ہونا چاہئے، یہ طریقہ بھی اہلسنت کا ہے، جبکہ وھابی حضرات کلائی پر کلائی رکھتے ہیں، جبکہ بعض تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کہنی تک لے جاتے ہیں، لہٰذا اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت کا طریقہ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ کے عین مطابق ہے اور وھابی حضرات اس مسئلہ میں بھی آپ کی زندگی کے آخری عمل کی مخالفت کرتے ہیں۔

ہمارا مطالبہ

آخر میں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ

اولاً: آپ رفع یدین کی حیثیت کو واضح کریں کہ آپ کے نزدیک اس کا درجہ کیا ہے؟ فرض واجب، سنت موکدہ اور مستحب یا مباح میں سے کونسی سی قسم سے متعلق ہے؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟

ثانیاً: رفع یدین نہ کرنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ثالثاً: اپنے موقف پر کوئی ایک صحیح صریح، غیر معارض مرفوع روایت پیش کریں۔

وھابی اکابر کے مواقف میں اختلاف کیوں ؟

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مسلک صرف قرآن وحدیث ہے، اگر یہ بات درست ہے تو بتایئے!......کہ آپ کے بزرگوں کا رفع یدین کی حیثیت متعین کرنے پر اس قدر شدید اختلاف کیوں ہے؟......قرآن وحدیث کی تصریح کے مقابلہ میں اس قدر تضاد کیوں؟......آیئے ہم آپ کو آپ کے اکابر کے بیانات بھی سنائے دیتے ہیں......ملاحظہ فرمائیں!

۱...... مولوی نور حسین گرجاکھی نے قرۃ العینین ص ۵۳ پر سنت موکدہ لکھا ہے......اور ص ۶۰ پر سبکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ رفع یدین سنت موکدہ بلکہ واجب ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۲...... مولوی خالد گرجاکھی نے لکھا ہے کہ سنت موکدہ ہے، اگر غلطی سے رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور اگر دیدہ دانستہ چھوڑ دے تو سنت موکدہ کا تارک گنہگار ضرور ہوتا ہے۔

(اثبات رفع الیدین ص ۱۸)

باپ کا کہنا ہے کہ نماز باطل ہے، بیٹا کہتا ہے ہوگئی، صرف گنہگار رہوگا۔ بتایئے سچا کون ہے؟

۳...... مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے: ہمارا مذہب ہے رفع یدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۵۷۹) انہوں نے تو کھلی چھٹی دے دی ہے، کہ رفع یدین نہ بھی کریں تو نماز بالکل درست ہے۔

۴...... مولوی محمد صادق سیالکوٹی نے ایک جگہ رفع یدین کو مسواک کے برابر قرار دیا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۲۳۷)۔ دوسری جگہ پر سنت موکدہ کہا (ص ۲۳۶)۔ اور تیسرے مقام پر کہتے ہیں

ہر مسلمان رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھے کہ اس کے بغیر نماز کا یقیناً نقصان ہے۔ (۲۴۳)

بتایئے اگر رفع یدین کی حیثیت واضح طور پر احادیث میں موجود ہے تو ایک ہی زبان سے یہ بھانت بھانت کی بولیاں کیوں ہیں؟

۵...... اسماعیل دہلوی صاحب کا موقف ملاحظہ ہوا...... لکھتے ہیں

حق یہ ہے کہ نماز کے شروع میں، رکوع جاتے اور اس سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے قیام پر رفع یدین کرنا سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (تنویر العینین ص ۵)

مزید لکھتے ہیں: و لا یلام تارکہ و ان ترک مدۃ عمرہ (ایضاً)

اگر کوئی ساری عمر بھی رفع یدین نہیں کرتا تو پھر بھی اسے برا بھلا نہیں کہا جائے گا۔

ان کے نزدیک پوری عمر بھی رفع یدین چھوڑنے پر کوئی ملامت نہیں۔

جبکہ دہلوی صاحب کے موقف کے برعکس آپ حضرات تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو جلی کٹی سناتے رہتے ہیں...... کیا آپ کا یہ عمل بھی حدیث پاک کے مطابق ہے؟

۶...... اگر طبع نازک پہ گراں نہ گزرے تو آخر میں ایک فیصلہ کن حوالہ اور بھی ملاحظہ ہو!......

آپ کی جماعت کے شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین دہلوی رقمطراز ہیں:

(وھابی حضرات کا کیا ہوا ترجمہ پیش خدمت ہے) ''علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔ (فتاویٰ نذیریہ ا/۴۴۱، فتاویٰ علمائے حدیث)

اب فرمایئے!...... آپ کے حضرت شیخ الکل کے اس بیان ''ذیشان'' کی روشنی میں موجودہ دور میں وھابی حضرات میں سے تقریباً کوئی بھی صاحب علم، تعصب اور جہالت سے خالی

فرد نہیں اور نہ ہی علمائے حقانی میں ان کا شمار ہے...... کیونکہ تعصب اور جہالت سے خالی اور علمائے حقانی اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کرنا اور (بعد میں) چھوڑ دینا دونوں ثابت ہیں۔

ہمیں انتظار رہے گا کہ آپ ان بیانات میں سے کس بیان کو حق اور درست قرار دیتے ہوئے قرآن و حدیث سے ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

جواب کا منتظر:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

۴ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

بمطابق ۲۲ جولائی ۲۰۰۴ء

کیا رسول اللہ ﷺ نے وفات تک رفع یدین کیا ہے؟

سوال: ہمارے علاقے میں ایک غیر مقلد مولوی نے دوران تقریر اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ حنفی لوگ رفع یدین نہیں کرتے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے وفات تک رفع یدین کیا ہے، اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت صحیح ہے تو پھر ہمارا اس پر عمل کیوں نہیں ہے؟ **بینوا توجروا**

السائل:۔ غلام رسول کوٹ شیرا (نیا) گوجرانوالہ

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب:

غیر مقلد مولوی کا مذکورہ بیان بالکل غلط اور سو فیصد جھوٹ ہے ذخیرہ کتب حدیث میں ایسی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے جس میں مذکور ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اختلافی رفع یدین آخر وقت تک کیا۔ سادہ لوح عوام الناس کو بہکانے کیلئے یہ لوگ جو روایت پیش کرتے ہیں۔ امام بیہقی نے اسے درج ذیل سند کے ساتھ پیش کیا ہے: **عن ابی عبداللہ الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبدالرحمن بن قریش بن خزیمۃ الھروی عن عبداللہ بن احمد الدمجی عن الحسن بن عبداللہ حمدان الرقی ثنا عصمۃ بن محمد الانصاری ثنا موسیٰ بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر اَنَّ رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ و اذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع و کان لا یفعل ذالک فی السجود فمازالت تلک صلوٰتہ حتیٰ لقی اللہ تعالیٰ۔** (مختصر الخلافیات صفحہ ۷۶)

واضح رہے اس روایت کے راویوں پر شدید جرح موجود ہے۔ اکابر محدثین کے علاوہ خود وہابیوں کے محققین نے اسے زبردست کمزور، موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ پہلا راوی:۔ اس روایت کے پہلے راوی امام بیہقی ہیں جو امام شافعی کے نہ صرف مقلد تھے

بلکہ امام شافعی کی تقلید نہ کرنیوالوں کو بُرا سمجھتے تھے۔ (طبقات الشافعیہ) جبکہ وہابیوں کے نزدیک تقلید کرنا شرک ہے۔ لہٰذا وہ (بزعم خود) اس مشرک کی بیان کردہ روایت کو کس طرح قبول کرتے ہیں؟

2۔ دوسرا راوی:۔ دوسرے راوی ابوعبداللہ الحافظ یعنی امام حاکم ہیں۔ ان کے متساہل ہونے میں غیر مقلدین کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی ناقابل انکار ہے کہ حاکم شیعہ تھے۔ تذکرۃ الحفاظ ۱۰۴۵/۳ پر انہیں،، **رافضی خبیث** ،، لکھا ہے اور مولوی نواب صدیق حسن بھوپالوی غیر مقلد نے اُنہیں غالی شیعہ قرار دیا ہے۔

لہٰذا وہابی حضرات اس شیعہ کی روایت کو کیوں قبول کرتے ہیں؟ جبکہ وہ ہے بھی اُس کے مذہب کی تائید میں۔ اور یہ قانون ہے کہ اگر کوئی ایسا راوی اپنے مذہب کے مطابق روایت بیان کرے تو وہ معتبر نہیں ہوگی۔ (شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۸۸،۸۹ مفہوما) اور امام مالک وغیرہ کے نزدیک بدمذہب کی روایت مطلقا مردود ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۸۸) حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **الا ان یروی شیئاً یقوی به بدعته فهو مردود قطعاً**۔ (ترجمہ) اگر وہ ایسی چیز بیان کرے جس سے اُس کے مذہب کو تقویت پہنچے تو بالکل مردود ہے۔ (مقدمہ مشکوۃ صفحہ ۵) چنانچہ یہ روایت بھی شیعہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے لہٰذا مردود ہے۔

3۔ تیسرا راوی:۔ تیسرے راوی جعفر بن نصر ہیں۔ امام حاکم نے ان سے،، عن ،، کے ساتھ روایت کی ہے۔ جبکہ اس راوی کا عادل ہونا صاحب حافظہ ہونا اور ان کی حاکم سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا غیر معروف راوی کی روایت کس کام!

4۔ چوتھا راوی:۔ چوتھے نمبر پر عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ الہروی ہے۔ یہ بدمست مجروح ہے۔ اسے موضوع احادیث بیان کرنے والا بھی کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو! حافظ ذہبی لکھتے ہیں،، **اتهمه السليمانى بوضع الحديث** ،، (ترجمہ) سلیمانی نے اسے حدیثیں گھڑنے والا قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۵۸۲ ترجمہ نمبر ۴۹۴۱)

یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان جلد ۳ صفحہ ۴۲۵ پر نقل کی ہے۔

5۔ پانچواں راوی:۔ پانچویں نمبر پرعبداللہ بن احمد الدمجی ہے اس کے عدل اور ضبط سے متعلق کتب اسماء الرجال خاموش ہیں۔

6۔ چھٹا راوی:۔ چھٹے نمبر پرحسن بن عبداللہ بن حمدان الرقی ہے اس کے عادل اور ضابط ہونے کے متعلق بھی کتب اسماء الرجال ساکت ہیں۔

7۔ ساتواں راوی:۔ ساتویں نمبر پرعصمہ بن محمد انصاری ہے یہ کذاب اور وضاع ہے امام ذہبی لکھتے ہیں: **قال ابو حاتم لیس بالقوی وقال یحیٰ کذاب یضع الحدیث وقال العقیلی یحدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدارقطنی متروک وقال ابن عدی عصمة بن محمدبن فضالة بن عبیدالانصاری مدنی کل احادیثه غیر محفوظ**

(ترجمہ) عصمہ بن محمد الانصاری کے متعلق امام ابو حاتم نے کہا یہ مضبوط نہیں، امام یحیٰ بن معین نے کہا کذاب ہے حدیثیں گھڑ لیتا ہے۔ عقیلی نے کہا ثقہ راویوں سے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے اور امام دارقطنی اور دوسرے محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے اور امام ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی تمام حدیثیں محفوظ نہیں۔ (میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۶۸ ترجمہ نمبر ۵۶۳۱)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔ **کان کذاباًیروی الاحادیث کذباً۔**

(تاریخ بغداد جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۶ بحوالہ حاشیہ نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

امام یحیٰ بن معین نے کہا ہے یہ کذاب ہے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں ،، **من اکذب الناس** ،، اور فرماتے ہیں۔ ،، **هٰذاکذاب یضع الحدیث** (ایضا) یہ تمام لوگوں سے جھوٹا ہے حدیثیں گھڑتا ہے۔

امام ابن جوزی نے بھی لکھا ہے ،، **قال یحیٰ کذاب یضع الحدیث وقال العقیلی یحدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدارقطنی متروک** ۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین ۲/۶۱)

یعنی یہ کذاب ہے جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے۔ ثقہ راویوں سے باطل چیزیں بیان کرتا ہے اور متروک ہے۔ امام عقیلی نے بھی یحیٰ بن معین کے حوالے سے اسے کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا

قرار دیا ہے۔ (کتاب الضعفاء ۳/۳۴۰)۔ غیر مقلد قاضی شوکانی بھی لکھتے ہیں۔

عصمة بن محمد الانصاری کذاب وضاع۔ عصمة بن محمد وهو کذاب۔

(الفوائد المجموعہ صفحہ ۶۷، ۱۸۱)۔ یعنی عصمہ بن محمد انصاری بہت بڑا جھوٹا اور حدیثیں گھڑنے والا ہے۔

﴿نوٹ﴾ اس روایت کے آٹھویں راوی موسیٰ بن عقبہ، نویں راوی حضرت نافع ہیں جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے اور دسویں راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ لیکن ان کی روایتوں میں ،، **فمازالت تلک صلوته حتیٰ لقی الله تعالیٰ** ،، کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری نماز رفع یدین کے ساتھ پڑھی ،، کا جملہ نہیں ہے۔ یہ جملہ عصمہ بن محمد انصاری کذاب اور وضاع کا گھڑا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

○ مختصر خلافیات للامام بیہقی جس کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی جاتی ہے اس میں ہے۔ یہ حدیث موضوع اور باطل ہے۔

⊙ علامہ محدث نیموی فرماتے ہیں۔

وهو حدیث ضعیف بل موضوع۔ (آثار السنن صفحہ ۲۰۱) یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے۔

مزید لکھتے ہیں ،، **قلت العجب منهم کیف اوردوه فی تصانیفهم وسکتوا عنه مع ان بعض رجاله اتهم بوضع الحدیث** ،، میں کہتا ہوں تعجب ہے کہ اُن لوگوں نے اس روایت کو اپنی تصانیف میں درج کر کے خاموشی کا اظہار کیسے کر لیا حالانکہ اس کے بعض راویوں پر حدیث گھڑنے کی جرح ہے۔ افسوس ہے کہ غیر مقلدین اس کی حقیقت کو جانتے بوجھتے بھی اس جعلی، من گھڑت اور موضوع روایت کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کر دیتے ہیں حالانکہ حدیث متواتر میں ہے ،، **من کذب علی متعمدًا فلیتبوا مقعده من النار** ،، جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (بخاری شریف ۱/۲۱)

وہابیوں کے ایک پیشوا مولوی خالد گرجاکھی جھوٹی حدیث بیان کرنے کے متعلق لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی سن لینا چاہئے۔ آپ نے فرمایا ہے ،، **من کذب**

علی متعمدًا فلیتوا مقعدہ من النار ،، کہ جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے، وہ جہنمی ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہ ہو اور کہنے والا کہہ دے کہ یہ حدیث نبوی ہے اور اسے علم بھی ہو کہ یہ حدیث آپ کی طرف صرف منسوب ہے۔ آپ کا فرمان نہیں ہے تو اس کے جہنمی ہونے میں شبہ بھی نہیں ہے۔ (اثبات رفع الیدین صفحہ ۲۳۶،۲۳۲)

غیر مقلدین کے فیصلے:۔ نجدی محقق مولوی عطاء اللہ حنیف نے لکھا ہے و حدیث البیہقی ماذالت آہ ضعیف جدًا۔ (تعلیقات سلفیہ ۱۰۴/۱) یعنی یہ حدیث زبردست کمزور ہے۔

٥ وہابیوں کے محبوب نقاد مولوی ناصر الدین البانی نے لکھا ہے:۔ ،، عصمہ بن محمد کل حدیثہ غیر محفوظ و ھو منکر الحدیث ،، یعنی عصمہ بن محمد کی تمام حدیثیں غیر محفوظ ہیں اور وہ منکر الحدیث ہے۔ (سلسلۃ للا حادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ۲۶۵/۱)

مزید لکھا ہے ،، ھذا اسناد موضوع اتھم بہ ابن قریش ھذا قال الذھبی و اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث ۔ اور یہ سند موضوع ہے عبدالرحمٰن ابن قریش حدیثیں گھڑتا تھا۔ ذہبی نے کہا کہ سلیمانی نے اسے متہم بالوضع کہا ہے۔ (ایضاً ۲۲۸/۲)

غیر مقلدین کے محقق مولوی زبیر علی زئی نے لکھا ہے اس روایت میں دو راوی عصمہ بن محمد اور عبدالرحمٰن بن قریش سخت مجروح ہیں۔ (تسہیل الوصول الی تخریج صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۵۰)

مولوی خالد گرجاکھی نے اثبات رفع الیدین صفحہ ۲۳۸ پر بلا سند روایت کو موضوع قرار دیا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۸۴ پر تسلیم کیا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے یہ حدیث بلا سند نقل فرمائی ہے۔ تو معلوم ہوا یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے۔

مولوی عبدالرؤف نے لکھا ہے،، اس حدیث میں فصارت تلک صلوٰتہ ،، کا اضافہ سخت ضعیف ہے بلکہ باطل ہے کیوں کہ اسکی سند میں دو راوی متہم ہیں (تخریج صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۱۷) علی کل حال (ہر حال میں) یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن قریش ابن خزیمہ ہے اور یہ متہم بالوضع ہے۔ (تخریج صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۷۳)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا 15 اکتوبر 1928ء موضع جلال پور پیروالا میں مسئلہ رفع یدین پر مناظرہ ہوا۔ جس میں دیوان سید محمد غوث صاحب کو منصف قرار دیا گیا۔ اس کا فیصلہ غیر مقلدین نے حرف بحرف قبول کیا۔ اس میں اس چیز کی تصریح ہے کہ ،، جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیہقی کی حدیث پیش کی جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر دم تک رفع یدین کرتے رہے۔ تو مولوی غلام محمد صاحب نے اِس حدیث کے راویوں سے عصمہ بن محمد انصاری کو رجال کے حوالہ سے متروک اور عبدالرحمٰن بن خزیمہ کو ذہبی کے حوالہ سے وضع الحدیث کے ساتھ متہم بتایا میں اس کو تسلیم کرتا ہوں ،، (سیرت ثنائی صفحہ ۳۵۴)

معلوم ہوا امرتسری صاحب اور وہاں موجود تمام وہابیوں نے اس حدیث کو موضوع تسلیم کر لیا تھا۔

مذہبی تعصب کی کرشمہ سازیاں

ہر چند کہ اپنوں اور بیگانوں کے اعتراف سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت موضوع من گھڑت اور جعلی ہے۔۔ لیکن مذہبی تعصب کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں کہ ایک طرف اسی جعلی روایت کو حدیث رسول قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف محض اپنے مذہب کے تحفظ کے لئے ان احادیث کو موضوع قرار دے دیا جاتا ہے جن کے راوی ثقہ اور مضبوط ہیں کیونکہ ان میں رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صراحۃً ثابت ہے کہ آپ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ **خلافیات بیهقی** میں عبداللہ بن عون خراز، مالک، زہری، سالم اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ اذاافتتح الصلوٰۃ ثم لایعود۔ یعنی بے شک نبی پاک ﷺ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

(نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۴، موضوعات کبیر مترجم صفحہ ۵۹۴)

اس کے جواب میں مولوی خالد گرجاکھی نے لکھا ہے۔ اسے مندرجہ ذیل آئمہ نے موضوع کہا ہے (۱) ابن حجر فرماتے ہیں۔ ھو مقلوب موضوع (تلخیص الحبیر صفحہ ۸۳)

(۲) **قال البیھقی قال الحاکم ھٰذا باطل موضوع** کہ یہ باطل موضوع بلا سند ہے۔

(بیہقی)۔(اثبات رفع الیدین صفحہ ۲۲۰۸)

حاکم اور ابن حجر کا اسے موضوع قرار دینا بالکل بے دلیل ہے، چونکہ یہ روایت وہابیوں کے مذہب کے خلاف تھی اس لئے اُنہوں نے اس صحیح حدیث کو تعصب اور جانبداری کی بھینٹ چڑھادیا۔ جبکہ اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے پہلا راوی عبداللہ بن عون الخراز زبردست ثقہ ہے اور امام مالک کا شاگرد رشید ہے (تہذیب التہذیب ۳۴۹/۵) اور باقی راوی مالک، زہری، سالم اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۲ پر اسی ترتیب سے موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملا علی قاری نے اس روایت کو صحیح قرار دیا۔ (موضوعات کبیر مترجم صفحہ ۵۹۴)

وہابی حضرات تقلید کی مخالفت کے باوجود محض اپنے مذہب کو بچانے کیلئے محدثین کے ان بے دلیل اقوال کو ماننے پر مجبور ہیں۔ لیکن دین میں کسی کی بے بنیاد رائے کا کوئی اعتبار نہیں اسی لئے حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمادیا تھا۔ ،، **لولا الاسناد لقال من شآء ماشآء** ،، اگر سندیں نہ ہوتیں تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔ (مسلم ۱۱/۱، ترمذی ۲۳۶/۲)

لہٰذا اِن بے سند اور غیر معتمد اقوال پر کم از کم خود کو اہلحدیث کہلانے والوں کو تو اپنا دل نہیں بہلانا چاہئے۔ یہ صحیح روایت چونکہ وہابیوں کے مذہب کے خلاف تھی۔ اس لئے اُنہوں نے لکھ دیا۔ ،،اس کی سند میں ابو بکر بن عیاش ہے جس کے متعلق محدثین نے جرح کی ہے،،

(الرسائل فی تحقیق المسائل صفحہ ۵۲۴)

اب بتایئے!۔۔۔ اگر اِمام بخاری ابو بکر بن عیاش سے روایت لیں تو کوئی حرج نہیں اس وقت یہ زبردست ثقہ ہو جاتا ہے اور جب ہماری دلیل میں آئے تو مجروح اور نا قابل استدلال قرار پاتا ہے گویا۔

؎ تیری زُلف میں پہنچی تو حسن کہلائی وہی تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

وہابیوں کی تحقیق میں یہی عنصر کارفرما ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالٰی

آیئے ہم ایک اور صریح روایت پیش کر دیں جس کی غیر مقلدین کو ہوا بھی نہیں لگی۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح مرفوعاً مروی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

كنامع رسول الله ﷺ بمكة نرفع ايدينافي بدء الصلوٰة وفي داخل الصلوٰة عند الركوع فلما هاجرالنبي ﷺ الى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلوٰة عندالركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلوٰة ۔یعنی ہم مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ نے رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور شروع والا رفع یدین ثابت رکھا۔

(اخبار الفقہاء والمحدثین للامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیروانی متوفی ۳۶۱ھ)

اس روایت کے راویوں کی توثیق ہمارے ذمہ ہے۔اب دیکھیں وہابی حضرات اپنے مذہب کو بچانے کی خاطر اس روایت کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

اسی طرح امام ابوبکر بن ابوشیبہ بیان کرتے ہیں:

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين عن مجاهدقال مارايت ابن عمر يرفع يديه الافي اول مايفتتح ۔ یعنی ابوبکر بن عیاش حصین سے اور وہ مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۶/۱ ، واللفظ له طحاوی ۱۶۳/۱)

یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے۔اس کے پہلے راوی ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں جو بخاری و مسلم کے مرکزی راوی اور اُستاد ہیں، دوسرے راوی ابوبکر بن عیاش ہیں جن کی متعدد روایات بخاری میں موجود ہیں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸۶، ۲۳۲، ۲۶۰، جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۲، ۱۱۱۸ وغیرہ)

تیسرے راوی حصین ہیں۔ان کی روایات بخاری صفحہ ۷۴۵ و دیگر صفحات پر موجود ہیں جبکہ بخاری جلد دوم صفحہ ۷۴۵ پر تو تصریح موجود ہے۔ حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين۔

چوتھے راوی حضرت مجاہد ہیں یہ جلیل القدر تابعی، زبردست ثقہ اور رواۃ بخاری میں سے ہیں۔
ملاحظہ ہو بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۴، ۷۴۴ وغیرہ۔واضح رہے تفسیر میں جگہ جگہ امام بخاری مجاہد کا ذکر

کرتے ہیں۔متعدد محدثین نے اس روایت کی ثقاہت اور تصحیح بھی کی ہے مثلاً

علامہ عینی لکھتے ہیں۔ اسناد صحیح۔ (عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۲۷۲)

علامہ ماردینی لکھتے ہیں۔ هٰذا سند صحیح۔ (الجوہر النقی بر سنن کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

علامہ نیموی لکھتے ہیں۔ سنده صحیح۔ (آثار السنن صفحہ ۲۱۳،۲۱۲)

دیگر روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں مثلاً۔

1۔ امام محمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد عبدالعزیز بن حکیم سے یہی نقل کیا ہے۔ (موطا امام محمد صفحہ ۹۳)

2۔ امام بیہقی نے عطیہ عوفی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ (نصب الرایہ جلد ا صفحہ ۴۰۶)

اِس روایت کو وہابیوں نے کہاں کہاں ذکر کیا ہے؟

اِس مذکورہ روایت کو وہابی حضرات موقع کی مناسبت سے وہاں پیش کرتے ہیں جہاں اُن کا داؤ فریب اور دجل اور فراڈ چل سکے۔ جب گرفت ہو تو اِنکار بھی کر دیتے ہیں۔ مثلاً علامہ محدث نیموی حنفی علیہ الرحمۃ نے آثار السنن صفحہ ۲۰۱ پر اس روایت کو موضوع کہا تو مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے ابکار المنن میں لکھ دیا کہ،، ہمارا اصل استدلال اس حدیث پر مبنی نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا موضوع حدیث کسی درجہ میں قابل قبول بھی ہے۔ حالانکہ وہابی مصنفین نے تو اپنی تصانیف میں اس روایت کو پورے وثوق سے بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

پیر بدیع الدین المعروف پیر جھنڈا غیر مقلد نے اس روایت کو قابل عمل بتایا ہے (جلاء العینین صفحہ ۱۲۸)

مولوی فیض الرحمان ثوری اور مولوی اِرشاد الحق اثری نے بھی خاموش رہ کر تائید کی ہے۔

مولوی عطاء اللہ حنیف نے تعلیقات سلفیہ صفحہ ۱۰۳ میں اسے بلا جرح پیش کیا ہے۔

وہابی مناظر مولوی رحمت اللہ ربانی نے مسئلہ رفع الیدین صفحہ ۱۲،۱۱ پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ معاذ اللہ

مولوی نور حسین مستری نے قرۃ العینین صفحہ ۸ پر پیش کیا ہے۔

مولوی خالد گر جاکھی نے اثبات رفع الیدین صفحہ ۸۳ پر اس موضوع روایت کو ثابت کرنے کے لئے کئی پاپڑ بیلے ہیں۔ اور جزء رفع الیدین مترجم طبع چہارم صفحہ ۱۷ پر یہ جھوٹ بولا کہ صاحب آثار السنن نے بھی اس حدیث پر تعاقب نہیں کیا گویا اسے درست تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اسے موضوع قرار دیا ہے اور حاشیہ میں دلائل کے ساتھ اس کا موضوع ہونا ثابت کیا ہے۔ (آثار السنن صفحہ ۲۰۱)

مولوی صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۳۲ پر اسے بڑے اعتماد سے نقل کیا ہے۔

نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ میں قاضی شوکانی نے اس سے استدلال کیا ہے۔

وہابی مصنف مولوی اسماعیل سلفی نے رسول اکرم ﷺ کی نماز میں بڑے اطمینان سے درج کیا ہے۔

اب آپ خود ہی سوچئے! کہ اہل سنت سے بات بات پر بخاری، مسلم کی صحیح، صریح اور مرفوع روایت کا مطالبہ کرنے والے اپنے معیار سے کس قدر گر چکے ہیں، چونکہ غیر مقلدین کے پاس اپنے دعویٰ کہ ،، رسول اللہ ﷺ نے وفات تک رفع یدین کیا ہے ،، پر کوئی بھی صحیح، صریح اور مرفوع روایت نہیں ہے اس لئے انہوں نے اپنے مذہب کی ڈوبتی کشتی کو تنکے کے سہارے بچانے کی سعی نامشکور کرتے ہوئے من گھڑت روایتوں کو پیش کرنا شروع کر دیا۔ جس کی حقیقت آپ جان چکے ہیں۔

وہابیوں کا دعویٰ اور اُس پر کھلا چیلنج

آخر میں ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہابی حضرات کا مسئلہ رفع یدین پر اصل دعویٰ کیا ہے۔

1۔ غیر مقلدین کی اس مسئلہ پر معتبر ترین کتاب الرسائل فی تحقیق المسائل صفحہ ۲۳۸ پر ہے۔ رفع الیدین سنت نبویہ ہے۔ آپ نے ہمیشہ رفع الیدین کی حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

2۔ مسائل نماز پر وہابیوں کی مرکزی کتاب صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۳۲ پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ وفات تک رفع الیدین کرتے رہے۔ (آگے یہی موضوع روایت لکھی ہے)

3۔ وہابیوں کے پیشوائے گر جاکھ مولوی خالد گر جاکھی کے والد مولوی نور حسین گر جاکھی نے تو کمال

ہی کر دیا۔ قرۃ العینین صفحہ ۸ پر عنوان قائم کیا۔ ،، رسول خدا ﷺ کا وفات تک رفع یدین کرنا ،، آگے یہی جھوٹی اور جعلی روایت نقل کر کے چند کتب کے حوالہ جات درج کئے۔ جن میں خیر سے ایک حوالہ مسند احمد صفحہ ۱۲۶ کا بھی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ مسند احمد میں یہ روایت ہرگز نہیں ہے خالد گرجاکھی نے صاحب آثار السنن پر جھوٹ بولا، نور حسین چونکہ بڑے میاں تھے اس لئے انہوں نے امام احمد بن حنبل پر بہتان گھڑ لیا۔ معاذ اللہ۔۔۔

مولوی نور حسین گرجاکھی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ،، سبحان اللہ یہ کیسی پیاری اور عمدہ حدیث (جس کو چھیالیس آئمہ) نے نقل کیا ہے اور اس کا اسناد کتنا عمدہ ہے ،، (قرۃ العینین صفحہ ۸)

مولوی نور حسین گرجاکھی نے مزید یہ بھی جھوٹ بولا ہے کہ امام علی بن المدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث تمام مسلمانوں پر حجت ہے اور بہت صحیح ہے لہٰذا مسلمانوں پر رفع یدین کرنا واجب ہے۔ استغفر اللہ۔ (قرۃ العینین صفحہ ۹)

ہمیں انتظار رہے گا کہ خالد گرجاکھی صاحب اپنے والد صاحب کے اس دعویٰ کو ثابت کرتے ہوئے اس حدیث کو نقل کرنے والے لوگوں کے نام ان کی تصانیف کی فہرست اور ان کا امام ہونا کب پیش کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کریں کہ ان آئمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہو، تاکہ یقین ہو سکے کہ ان کے والد بزرگوار نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔

اور عام وہابی حضرات کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ اس روایت کے راویوں کو ثقہ اور صحیح ثابت کریں اور اپنے دعوے پر کوئی ایک صحیح، صریح اور مرفوع روایت پیش کریں۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

رفع یدین کی ہمیشگی کا مدار حدیث پر نہیں

یہاں ایک لطیفہ بھی ملاحظہ ہو! وہابی حضرات عام طور پر ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ ہمارا مذہب صرف قرآن و حدیث ہے لیکن ان کے محقق مولوی عطاء اللہ حنیف نے اس دعویٰ کی قلعی

کھول دی ہے۔۔۔مسئلہ رفع یدین کے استمرار پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مدار استمرار الرفع و دوامه و عدم نسخه ليس على هذاالحديث كمازعمه بعضهم بل بالصيغة المشعرة بالمواظبة ۔یعنی رفع یدین کی ہمیشگی ،مداومت اور اس کا منسوخ نہ ہونے کا دارومدار اس حدیث پر نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے بلکہ اس کا مدار صیغہ پر ہے جو ہمیشگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔(تعلیقات سلفیہ صفحہ ۱۰۴)

گویا وہابی محقق نے دوٹوک اعتراف کرلیا ہے کہ مسئلہ رفع الیدین پر وہابی حضرات کے پاس ایک بھی ایسی حدیث نہیں ہے جس میں اس بات کی صراحت ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ آخر وقت تک رفع یدین کیا ہے۔اگر اس مسئلہ کا ثبوت ملتا ہے تو وہ بھی صیغہ اور لفظ کی کھینچا تانی سے۔۔

کسی نے سچ کہا تھا۔۔۔ ۔ سچی بات نکل جاتی ہے منہ سے مستی میں

اب آپ یقین کرلیں کہ جو وہابی علماء عوام الناس کو بہکانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس چارسو احادیث ہیں ان کا یہ قول سراسر غلط اور رسول اللہ ﷺ پر بہتان ہے۔کیونکہ آپ سے ایک روایت بھی ثابت نہیں کہ آپ نے آخر وقت تک رفع یدین کیا ہے۔

تبصرہ کتب

محققانہ فیصلہ

غیر مقلدین کے غیر منصف مصنفین نے گذشتہ دنوں غلط بیانیوں اور بہتان بازیوں پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان ''تحقیقی جائزہ'' شائع کیا اور عقائد و معمولات اہلسنت پر غیر تحقیقی تبصرہ وافتراء پردازی کی۔ مناظر اہلسنت ابوالحقائق مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی نے اپنی اس تصنیف میں نجدی مخالفین کا علمی و تحقیقی محاسبہ کرتے ہوئے مسلک اہلسنت کی حقانیت کو دلائل کی روشنی میں واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہلحدیث کہلانے والے غیر مقلدین نجدی نہ گھر کے ہیں نہ گھاٹ کے کبھی اپنے بڑوں کی تقلید کرنے لگتے ہیں تو کبھی ان کو بھی گمراہ قرار دے دیتے ہیں۔ کتاب اول تا آخر سند کا درجہ رکھتی ہے۔ صفحات ۱۰۰ ہدیہ ۵۰ روپے۔ ملنے کا پتہ: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ۱۱ گنج بخش روڈ لاہور، مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ شمارہ اگست 2004ء گوجرنوالہ ص ۲۶)

اہل جنت اہل سنت

یہ خوبصورت کتاب مولانا علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب کی تالیف ہے۔ جس میں احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال شریفہ کی روشنی میں مذہب اہل سنت و جماعت کی حقانیت واہلسنت کے اہل جنت ہونے کا مدلل و مفصل بیان ہے اور بدعقیدہ بے ادب باطل فرقوں کی گمراہی وان کا دوزخی ہونا بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ صفحات ۱۳۲ ہدیہ ۴۲ روپے۔ ملنے کے پتے: مکتبہ قادریہ نزد میلاد مصطفیٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ، مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ شمارہ دسمبر 2003ء ص ۲۷)

مکتبہ کی چند دیگر قابل مطالعہ کتب

﴿1﴾ انگریز کا ایجنٹ کون : صاحبزادہ محمد مظہر الحق ہدیالوی
﴿2﴾ تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں : صاحبزادہ محمد مظہر الحق ہدیالوی
﴿3﴾ جماعت اسلامی سے اختلاف کیوں : صاحبزادہ محمد مظہر الحق ہدیالوی
﴿4﴾ وہابی مذہب کی حقیقت : صاحبزادہ محمد مظہر الحق ہدیالوی
﴿5﴾ شیعہ مذہب کی حقیقت : صاحبزادہ محمد مظہر الحق ہدیالوی
﴿6﴾ محققانہ خطاب : پیر طریقت علامہ عبدالحق ہدیالوی
﴿7﴾ میلاد النبی کا ثبوت : پیر طریقت علامہ عبدالحق ہدیالوی
﴿8﴾ وسیلہ قرآن و سنت کی روشنی میں : صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہدیالوی
﴿9﴾ فاتحہ کا ثبوت : صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہدیالوی
﴿10﴾ درود شریف کا ثبوت : صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہدیالوی
﴿11﴾ نذر و نیاز ما اہل بہ لغیر اللہ کا تحقیقی بیان : صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہدیالوی
﴿12﴾ توحید و شرک کی حقیقت : صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہدیالوی
﴿13﴾ یا رسول اللہ پکارنے کا ثبوت : صاحبزادہ محمد ظفر الحق ہدیالوی

ملنے کا پتہ

Shaeeh

مکتبہ جمالِ کرم۔9 مرکز الاویس

دربار مارکیٹ لاہور فون: 7324948